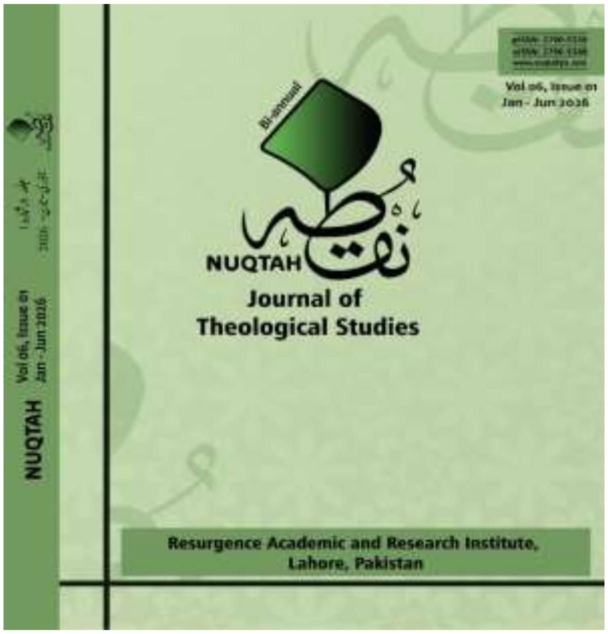


**Nuqtah** Journal of Theological Studies

**Editor: Dr Shumaila Majeed**

(Bi-Annual)

**Languages:** English, Urdu, Arabic

p-ISSN: 2790-5330 e-ISSN: 2790-5349

https://nuqtahjts.com/index.php/njts

**Published by:**

Resurgence Academic and Research

Institute Lahore (53720), Pakistan

**Email:** editor@nuqtahjts.com

# سیاسی انتہاپسندی کا تدارک: اسلامی تعلیمات کے تناظر میں

# Countering Political Extremism: A Study in the Light of Islamic Teachings

**Hafiza Madeeha Zafar**
PhD scholar Department of Islamic Studies,
Bahauddin Zakariya University, Multan
Email: madeehazafar24@gmail.com

**Dr. Muhammad Amjad**
Associate Professor, Department of Islamic Studies,
Bahauddin Zakariya University, Multan
Email: amjad-mailsi@yahoo.com

Published online: 21 March, 2026

View this issue

OPEN ACCESS

CC BY

Complete Guidelines and Publication details can be found at:

https://nuqtahjts.com/index.php/njts/publication-ethics

# Abstract

Political extremism has emerged as one of the most serious challenges confronting contemporary societies, particularly in developing countries where political instability, ideological polarization, intolerance, and social injustice contribute significantly to societal unrest. Pakistan, being an ideologically driven state, has also experienced various manifestations of political extremism that have weakened national unity, democratic values, and social harmony. This study examines the causes and consequences of political extremism through the lens of Islamic teachings and explores the role of the Qur'an and Sunnah in establishing moderation, tolerance, justice, and peaceful coexistence.

The research highlights that Islam fundamentally promotes balance, wisdom, dialogue, forgiveness, patience, and respect for humanity. The Qur'anic principles of unity, justice, social harmony, and mutual consultation provide a comprehensive framework for preventing extremism and promoting political stability. Likewise, the life of the Holy Prophet Muhammad ﷺ serves as a practical model of patience, compassion, reconciliation, and ethical leadership even in situations of severe conflict and opposition.

This article further argues that political extremism cannot be eliminated merely through legal or political measures; rather, intellectual, moral, educational, and social reforms are equally necessary. The study emphasizes the importance of educational reforms, responsible media discourse, ethical political leadership, inter-sectarian harmony, and the promotion of Islamic values of moderation and tolerance in contemporary society.

The findings conclude that Islamic teachings offer a balanced and comprehensive solution to political extremism by nurturing social justice, unity, peaceful dialogue, and collective welfare. Implementing these principles in political and social structures can contribute significantly to sustainable peace, national integration, and ideological harmony.



## Keywords

Political Extremism, Islamic Teachings, Tolerance, Moderation, Social Harmony, Qur'an and Sunnah, Political Stability, Peaceful Coexistence, Ethical Leadership, Pakistan


## موضوع کا تعارف

سیاسی شدت پسندی عصرِ حاضر کے اہم ترین سماجی اور سیاسی مسائل میں شمار ہوتی ہے۔ دنیا کے مختلف معاشروں میں بڑھتی ہوئی عدم برداشت، نفرت انگیز رویّے، سیاسی تعصب اور فکری انتہا پسندی نے اجتماعی امن اور استحکام کو شدید متاثر کیا ہے۔ خصوصاً پاکستان جیسے ترقی پذیر ممالک میں سیاسی کشیدگی اور انتہا پسندانہ رجحانات نے قومی وحدت، سماجی ہم آہنگی اور جمہوری اقدار کو کمزور کیا ہے۔ اختلافِ رائے کو برداشت کرنے کے بجائے مخالفین کو دشمن تصور کرنا، سیاسی گفتگو میں شائستگی کا فقدان اور طاقت کے ذریعے نظریات مسلط کرنے کی کوشش سیاسی شدت پسندی کی نمایاں علامات بن چکی ہیں۔

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو زندگی کے تمام شعبوں میں اعتدال، توازن، عدل اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ قرآنِ مجید اور سنتِ نبوی ﷺ انسان کو افراط و تفریط سے بچنے، تحمل مزاجی اختیار کرنے، اختلافات کو حکمت اور مکالمے کے ذریعے حل کرنے اور انسانی احترام کو مقدم رکھنے کی تلقین کرتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات میں سیاسی اختلاف کو فساد، نفرت اور انتشار کا ذریعہ بنانے کے بجائے اصلاح، مشاورت اور اجتماعی خیر کے اصولوں کے تحت منظم کیا گیا ہے۔

یہ تحقیق سیاسی شدت پسندی کے اسباب، اثرات اور اس کے تدارک کے لیے اسلامی تعلیمات کی اہمیت کو واضح کرتی ہے۔ اس میں قرآن و سنت کی روشنی میں ایسے اصولوں کا جائزہ لیا گیا ہے جو معاشرے میں امن، رواداری، وحدت اور سیاسی استحکام کو فروغ دے سکتے ہیں۔

## سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ:

پاکستان میں سیاسی شدت پسندی موجودہ مسائل میں سے ایک سنگین مسئلہ ہے۔ سیاست کے موضوع پر ویسے تو کافی کام کیا گیا ہے اور تحریری مقالہ جات بھی موجود ہیں لیکن پاکستان میں سیاسی شدت پسندی کے رجحانات، محرکات، اثرات اور تدارک، فکرِ اسلامی کی روشنی میں جائزہ پر پہلے کام نہیں ہوا اور اس پر کام کی اشد ضرورت ہے۔ وہ آرٹیکلز جن میں کسی نہ کسی درجہ سیاسی کشمکش، سیاسی شدت پسندی، سیاسی انتہاپسندی پر کام ہوا ہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

Political Polarization Issues and Challenges faced by Pakistan اس آرٹیکل کے مصنفین ڈاکٹر راجہ حنیف، اقرا سلطان اور مسٹر محمد حقیق ہیں۔ مصنفین نے اس آرٹیکل میں پاکستانی سیاسی پولرائزیشن کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کی وجہ سے معاشرے میں پیدا ہونے والے مسائل، ہماری معیشت پر پولرائزیشن کی وجہ سے مسائل اور خارجہ پالیسی کے مسائل کے بارے میں بات کرتے ہوئے چند تجاویز بتائی ہیں کہ جن سے ان کو کافی حد تک کنٹرول کیا جاسکتا ہے۔ اصول وضوابط کو قائم کرنے اور ان پر عمل کرنے کی ضرورت ہے اور ساتھ ہی سیاسی پارٹیوں کے اختلافی نظریات اور سیاسی پولرائزیشن کی پاکستان میں وجوہات کا تذکرہ بھی کیا ہے۔[1]

Effects of Political Instability on Pakistan یہ آرٹیکل عثمان انور اور ڈاکٹر ذاکر حسین کا تحریر کردہ ہے۔ اس آرٹیکل میں مصنفین نے سیاسی عدم استحکام کے پاکستان پر اثرات کے بارے میں بات کی گئی ہے۔ اس سے ہماری معیشت، سیاست اور معاشرہ بری طرح سے متاثر ہو رہا ہے۔ غربت، واداری کا فقدان، بے روزگاری، سیاسی دشمنی کے س اتھ ساتھ اور بھی کئی اثرات ہیں۔ اس کے علاوہ آرٹیکل میں ۲۰۰۰ سے ۲۰۲۳ء تک کے سیاسی دورانیہ کا تذکرہ ہے اور مختلف حکومتوں کے بارے میں جو اس عرصہ کے دوران اقتدار میں رہی ہیں بیان کیا گیا ہے۔[2]

Extremism in Pakistan: Issues and Challenges یہ آرٹیکل ڈاکٹر زاہد لیسین اور ڈاکٹر محمد مظفر کا تحریر کردہ ہے۔ اس آرٹیکل میں مصنفین نے شدت پسندی، پاکستان میں دہشت گردی کے بارے میں بیان کیا گیا ہے۔

پاکستان میں سیاسی انتہاپسندی اور اس کا مقابلہ: اس آرٹیکل میں انتہاپسندی کا تعارف بیان کرتے ہوئے اس کی اقسام کا ت ذکرہ کیا گیا ہے اور پھر پاکستان میں سیاسی انتہاپسندی پر ایک تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے سیاسی انتہاپسندی کے خاتمے کے لیے چند ایک تجاویز بتائی ہیں کہ جس کے ذریعے سے پاکستان میں کافی حد تک سیاسی پولرائزیشن کو کنٹرول کیا جاسکتا ہے۔[3]

"بین الاقوامی سیاسی تنازعات کے اسباب، اثرات اور ان کا تدارک: سیاسی ادیان کی روشنی میں تحقیقی مطالعہ" اس تھیسز میں بین الاقوامی سطح کے سیاسی تنازعات پر بحث کی گئی ہے، مختلف ممالک میں موجود سیاسی تنازعات، مسائل اور ان سے مختلف پیش آمدہ سیاسی مشکلات کے بارے میں بحث کی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی سیاسی تنازعات کے مختلف اسباب جو سیاسی کشیدگی کا باعث بنتے ہیں، ان کے بارے میں بھی بات کی گئی ہے، اس کے بعد ان اسباب کے جو اثرات مرتب ہوتے ہیں بین الاقوامی سطح کی سیاسی تنازعات پر بحث کی ہے اور آخر میں ان کا تدارک مختلف ادیان کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔[4]

الشریعہ: اس رسالہ میں اسلامی سیاسی فکر پر مبنی مشتمل مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں اور ان کو جدید اسلامی فکر کے تناظر میں بیان کیا گیا ہے۔

بینات: اس رسالہ میں انتہاپسندی کی روک، تعلیمات نبویہ کی روشنی میں علامہ یوسف بنوری (جامعہ دار العلوم الاسلامیہ) کے جیسے مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں۔

Journal of politics and International Studies اس جنرل میں سیاسی موضوع پر مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں۔

"مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش" یہ کتاب مولانا مودودی کی تحریر کردہ کتاب ہے۔ اس کتاب کے تین حصے ہیں۔ پہلا حصہ اسلامی ہند کی گزشتہ تاریخ، موجودہ حالت اور مستقبل کے امکانات پر ایک سبق آموز تبصرہ ہے، دوسرے حصہ میں ہندوستان کے موجودہ سیاسی حالات پر مفصل تبصرہ کیا گیا ہے۔ مسلمانوں کی غفلت سے اس وقت ملک کے سیاسی تغیرات کس طرح اصولِ اسلام اور مسلمانوں کے قومی مفاد کے خلاف ہوتے رہے ہیں۔ اس کے ساتھ یہ بھی تبصرہ کیا ہے کہ اگر اب مسلمان اپنی قومی زندگی کو

بر قرار رکھنا چاہتے ہیں تو انہیں کونسی پالیسی اختیار کرنی چاہیے۔ جلد سوم میں مسلمانوں کی موجودہ سیاسی کشمکش کا علمی حل کیا ہے۔ اسلامی حکومت کن اصولوں پر قائم کی جاسکتی ہے اور ان اصولوں پر جس قدر اعتراضات کئے جاسکتے ہیں ان کا جواب دیا ہے، یہ تمام باتیں موجود ہیں۔[5]

"دورِ حاضر کے سیاسی اور اقتصادی مسائل اور اسلامی تعلیمات واشارات" یہ کتاب سید محمد میاں صاحب کی ہے۔ اس میں عصرِ حاضر کے سیاسی اور اقتصادی مسائل پر تبصرہ کیا گیا ہے اور ان مسائل کا حل شریعت اسلامیہ کی روشنی میں قرآن وحدیث کے ذریعے سے بیان کیا ہے۔[6]

"انتہا پسندی سے نجات ممکن ہے" اس کتاب میں انتہا پسندی پر بات کرتے ہوئے لکھا ہے کہ انتہا پسندی ایک نفسیاتی رویہ ہے جس کے باعث انسان اپنے روز مرہ کے معمولات خصوصاً سیاسی اور مذہبی معاملات میں برداشت، رواداری اور اعتدال کی دریا پار کر جاتا ہے۔ ایسے میں وہ صرف اپنی سوچ، نظریے کو ہی برحق قرار دیتا ہے اور اسے دوسروں پر بھی مسلط کرنے کی کوشش کرتا ہے جس سے معاشرے میں انتشار کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ جبکہ دین اسلام ایک معتدل اور متوازن دین ہے جو میانہ روی کو پسند کرتا ہے اور غلو، شدت پسندی کے خلاف ہے۔ یہ کتاب "پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق" کی طرف سے شائع کردہ ہے۔

"اسلامی سیاست (گوہر رحمٰن)،[7] اسلام اور سیاسی نظریات (محمد تقی عثمانی)،[8] اسلام کا سیاسی نظام (غلام رسول چیمہ) ان کتب میں اسلامی سیاست کا تعارف، طریقہ کار اور شریعت اسلامیہ میں سیاست کرنے کے طریقہ کار کا تذکرہ کیا ہے۔[9]

## سیاسی شدت پسندی کا مفہوم

شدت پسندی کے لفظی معنی حد سے گزرنے والے عمل کے ہیں۔ شدت پسندی کو انگریزی زبان میں Extremism کہتے ہیں۔ شدت پسندی کے دیگر معانی درج ذیل ہیں:

- انتہائی ہونے کا معیار یا حالت
- انتہائی اقدامات یا نظریات کی وکالت[10]
- شدت پسندی سے مراد ایسا غیر لچکدار رویہ ہے جس کے نتیجے میں اپنے عقائد، نظریات اور خیالات کے خلاف کسی دوسرے کی بات نہ سنی جائے، اختلاف رائے کا احترام ختم ہو جائے اور گفتگو وڈائیلاگ کے ذریعے مسائل کا حل ممکن نہ ہو، یہ تمام عمل شدت پسندی کے زمرے میں آتا ہے[11]۔
- سیاسی شدت پسندی سے مراد ایسے نظریے یا سیاسی عہدوں کی پاسداری ہے جنہیں حد سے زیادہ بنیاد پرست، عدم برداشت یا مرکزی دھارے کے سیاسی میدان سے باہر سمجھا جاتا ہے۔ انتہا پسند عام طور پر سخت خیالات رکھتے ہیں اور اپنے سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے تشدد یا دیگر زبردستی کے ذرائع استعمال کرنے کے لیے تیار ہوتے ہیں[12]۔

## سیاسی شدت پسندی کے اسباب

### 1۔ دینی اور اخلاقی اقدار سے دوری

اسلامی تعلیمات سے دوری انسان میں عدم برداشت، خود غرضی اور انتہا پسندانہ رجحانات کو فروغ دیتی ہے۔ قرآنِ مجید انسان کی اعتدال اور صراطِ مستقیم کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ جب معاشرہ اسلامی اخلاقیات سے دور ہو جاتا ہے تو سیاسی اختلاف دشمنی اور نفرت کی شکل اختیار کرلیتا ہے[13]

### 2۔ عدم برداشت اور تعصب

سیاسی شدت پسندی کا ایک اہم سبب دوسروں کی رائے کو قبول نہ کرنا ہے۔ جب بھی کوئی قوم زوال پذیر ہوتی ہے تو اس میں عدم برداشت اور اس کے رویے تہذیب و شائستگی، اخلاق و کردار اور صبر و تحمل سے عاری ہو جاتے ہیں۔ لہجوں اور چہروں سے کرختگی کے واضح آثار نمایاں ہوتے ہیں۔

وطن عزیز میں عدم برداشت کا یہ عالم ہے کہ کسی بھی ذرا سی سخت بات پر باہمی احترام، رواداری، صلح جوئی اور امن و آشتی کو پس پشت ڈال دیا جاتا ہے جس کے باعث تعصب، نفرت، قتل و غارت گری اور بربریت ایسے سانحات جنم لے رہے ہیں جو ایک مہذب معاشرے کی نفی کرتے ہوئے زہر قاتل بنتے جا رہے ہیں۔ معاشرہ اس وقت برداشت اور سیاسی و معاشرتی اقدار سے عاری ہوتا جا رہا ہے۔

سیاسی پارٹیوں میں عدم برداشت اس وقت سامنے آتی ہے جب وہ اپنے سیاسی کیریئر میں شکست کا سامنا کرتے ہیں۔ جب بھی کسی پارٹی کو شکست ہوتی ہے تو اس کے پاس انتشار پھیلانے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہوتا، کبھی اس کا بوجھ دھاندلی پہ ڈال کر ایک نیا تنازعہ شروع کر لیا جاتا ہے تو کبھی اسٹیبلشمنٹ کے خلاف ایک محاذ کھل جاتا ہے۔ ملک میں جتنی بھی سیاسی پارٹیاں ہیں سب کا یہی حال ہے اور یہی چیزیں انہوں نے عوام میں منتقل کر دی ہیں نتیجتاً اب عوام بھی تحمل کا مظاہرہ نہیں کر رہی۔

اسلام نے اختلافِ رائے کے باوجود احترام، رواداری اور حکمت کے ساتھ گفتگو کا حکم دیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ہمیشہ مخالفین کے ساتھ نرم رویّہ اختیار کیا اور انتقام کے بجائے درگزر اور اصلاح کو ترجیح دی ہے [14]

## نفرت انگیز کلچر:

سیاسی شدت پسندی کی سب سے بڑی وجہ مسلسل سیاسی افراتفری، سیاست میں باہمی نفرت اور جلسوں میں نفرت انگیز کلچر ہے۔ پاکستان جیسے ترقی پذیر ممالک جو اپنی ابتداء سے پولرائزڈ ہوتے ہیں سیاسی طور پر اس وقت زیادہ بنیاد پرست ہو جاتے ہیں جب ان کے لیڈر روسٹرم پر کھڑے ہو کر مخالفین کو بدمعاش، اخلاقی طور پر کرپٹ اور سیاسی طور پر بے ایمان کہتے ہیں، اور جنس کی بنیاد پر ان کے ساتھ امتیازی سلوک کرتے ہیں۔

سیاست دان ٹی وی پر آتے ہیں اور ضروری مسائل پر بات کرنے سے گریز کرتے ہیں، لیکن عوامی ٹی وی چینلز پر ہر وقت اپنے مخالفین کو گالیاں دیتے ہیں۔ اگر وہ ٹی وی پر گالیاں دے کر مطمئن نہیں ہوتے یا سنسر کے مسائل کا سامنا کرتے ہیں تو وہ اپنی پارٹی کے پلیٹ فارم یعنی سیاسی جلسوں کو مزید نفرت کو ہوا دینے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

ہمارے ملک میں سیاسی اور آئینی گہما گہمی کے درمیان، ایک بچے کی ایک سیاسی جماعت کے بارے میں کھلم کھلا بات کرنے کی ویڈیو وائرل ہوئی۔ اس نے کہا تم دونوں بھائی مل کر پورا ملک کھاتے ہو اور ہم تین بھائی مل کر ایک روٹی کھاتے ہیں۔ اس طرح کی کئی اور ویڈیوز آئے روز سوشل میڈیا پر ملتی ہیں جس سے ہمارے ملک کا نفرت انگیز کلچر سامنے آتا رہتا ہے۔

نفرت انگیز کلچر کی ایک مثال ہمیں اس واقعے سے بھی ملتی ہے کہ حطار انڈسٹریل زون کی ایک فیکٹری میں دو دوست ملازم تھے، ایک دن افطار کے بعد دونوں دوست بیٹھے مختلف موضوعات پر گپ شپ میں مصروف تھے۔ اچانک ایک سیاسی موضوع چھڑ گیا، دونوں دوستوں میں سے ایک کا تعلق چند روز پہلے تحریک عدم اعتماد کے نتیجے میں اقتدار سے محروم ہونے والی جماعت پی ٹی آئی سے تھا اور دوسرے کا تعلق نئے حکمران گروہ کی سب سے بڑی جماعت سے تھا۔ سیاسی بحث میں گرما گرمی در آئی تو پہلے دوست نے دوسرے دوست کے سر پر ایسی چوٹ لگائی کہ وہ ہسپتال پہنچنے سے پہلے ہی جاں بحق ہو گیا۔ [15]

### 3۔ معاشی اور سماجی ناانصافی

غربت، بے روزگاری، احساسِ محرومی اور طبقاتی تقسیم نوجوانوں کو شدت پسندانہ نظریات کی طرف مائل کرتی ہے۔ جب افراد خود کو معاشرے میں غیر محفوظ اور محروم محسوس کرتے ہیں تو انتہا پسند قوتیں انہیں آسانی سے متاثر کر لیتی ہیں۔ پاکستانی معاشرے میں انصاف کی فراہمی نہ ہونے کی ایک مثال ملک کے عدالتی نظام کی بھی ہے جو بہت مہنگا اور سست رو ہے اور ایک عام آدمی کی انصاف کی رسائی تک عمر بیت جاتی ہے۔ سیاست کے میدان میں بھی عام آدمی کا داخلہ مشکل ہی نہیں بلکہ بڑی حد تک ناممکن بنا دیا گیا

ہے کیوں کہ انتخابات میں مقابلہ کرنے اور جیتنے کے لیے بھی برادری اور مالی وسائل کی ضرورت ہوتی ہے۔ یوں معاشرے کا ایک بہت بڑا طبقہ انصاف کی عدم فراہمی کے باعث معاشرتی، عدالتی، سیاسی اور تعلیمی محرومی کا شکار ہو جاتا ہے۔ جبکہ اسلام ایک عادلانہ معاشی نظام پیش کرتا ہے جس میں مساوات، فلاحِ عامہ اور حقوق کی ادائیگی پر زور دیا گیا ہے[16]

### 4۔ سیاسی قیادت کا غیر ذمہ دارانہ کردار

اشتعال انگیز تقاریر، مخالفین کی تضحیک اور نفرت انگیز سیاسی بیانیے شدت پسندی کو فروغ دیتے ہیں۔ ہمارے معاشرے میں سیاسی کارکن آپس میں جہالت پر مبنی الفاظ میں گفتگو کرتے ہیں جس سے آئے دن کوئی نہ کوئی لڑائی کا واقعہ رونما ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب بھی جاہل بات کرے گا یا پیچھے رہ جائے گا ہر دو صورت میں وہ اعتدال پر نہیں رہے[17] قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۗىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْــُٔوْلًا[18]

ترجمہ: ”اور اس کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں ہے کیوں کہ کان اور آنکھ اور دل ان سب سے باز پرس ہو گی“

جاہل شدت پسندی پھیلاتا ہے اور عالم علم سے اس شدت پسندی کو جڑ سے اکھاڑ دیتا ہے۔ اسی خصوصیت کی بناء پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۭ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَاب[19]

ترجمہ: ”کہہ دیجیے: کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے یکساں ہو سکتے ہیں؟

الحاصل یہ کہ اگر قیادت تحمل، دیانت اور خدمتِ خلق کے اصولوں کو اپنائے تو معاشرے میں مثبت سیاسی ماحول پیدا ہو سکتا ہے۔

### 5۔ میڈیا اور سوشل میڈیا کا منفی استعمال

موجودہ دور میں میڈیا رائے عامہ تشکیل دینے کا مؤثر ذریعہ بن چکا ہے۔ لیکن یہاں دوسری انتہاء پہ بہت ہی زیادہ خطرات موجود ہیں، جھوٹی خبروں، اشتعال انگیز بیانات اور نفرت انگیز مواد کی تشہیر سیاسی تقسیم اور شدت پسندی میں اضافہ کرتی ہے۔ ٹاک شوز کو ہی دیکھ لیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے وہ کسی جنگ کا میدان ہوں جہاں مختلف سیاسی جماعتوں کے کارکن آپس میں بحث کرتے ہوئے لڑ رہے ہوتے ہیں، اور دیکھنے والی عوام کا رویہ بھی اکثر شدت پسندی پر مبنی ہوتا ہے۔ اسی طرح سوشل میڈیا پر نازیبا گفتگو اور الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں جو ایک تہذیب یافتہ معاشرے کے لیے مناسب نہیں ہیں۔[20]

اسلامی تعلیمات تحقیق، سچائی اور ذمہ دارانہ اظہار کی تلقین کرتی ہیں۔

## پیغمبرانہ دعوت سے انحراف

سیاسی شدت پسندی کا ایک اور مذہبی محرک دعوتی نقص کو گنوایا جاسکتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے پیغمبروں کی دعوت دین ہمیشہ سچے جذبے، درست منہج اور صحیح نیت پر مبنی رہی۔ سچی تڑپ، بے آمیز کھری نیت، حکیمانہ طرز، قول سدید، مجادلہ بالا حسن اور بشارت وانذار اس کے لوازمات سمجھے جاسکتے ہیں مگر افسوس کہ بعض اہل مذہب نے عموماً اس مثبت اور تعمیری دعوت کی ساری چولیں ہلا کر رکھ دیں۔ اہل مذہب کی اکثریت کے ہاں مناظرانہ کج بحثی، تنقیدی تلخ نوائی اور کرخت لہجہ وللکار تقریباً معمول کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں۔

نتیجتاً آپسی تلخیاں بام عروج تک جا پہنچی ہیں۔ اب تو مختلف الخیال اہل مذہب کے مابین مباحثہ ومناظرہ بھی پولیس انتظامیہ کی زیر نگرانی کے بغیر تقریباً ناممکن ہو چکا ہے اور یہی حال ہماری سیاست کا بھی ہے۔[21]

## قرآنِ مجید کی روشنی میں سیاسی شدت پسندی کا تدارک

اسلام انسان کو اعتدال اور میانہ روی کی تعلیم دیتا ہے۔ قرآنِ مجید امتِ مسلمہ کو "امتِ وسط" قرار دیتا ہے، جس کا مطلب ایک متوازن اور معتدل قوم ہے۔ اسلامی تعلیمات میں افراط و تفریط کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے۔

### 1۔ دین میں اعتدال

قرآنِ مجید انسان کو ہر معاملے میں اعتدال اختیار کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ اعتدال پسندی انسان کو شدت، نفرت اور تعصب سے محفوظ رکھتی ہے۔

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاۗءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓي اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۣ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا[22]

ترجمہ: "اے ایمان والو! قائم رہو، انصاف پر، گواہی دو اللہ کی طرف کی، اگرچہ نقصان ہو تمہارا، یا ماں باپ کا، یا قرابت والوں کا، اگر کوئی مالدار ہے یا محتاج ہے تو اللہ ان کا خیر خواہ تم سے زیادہ ہے، سو تم پیروی نہ کرو دل کی خواہش کی انصاف کرنے میں"

ایک اور آیت میں ارشادِ ربانی ہے قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ[23]

ترجمہ: "اور کہہ دیجیے میرے رب نے مجھے انصاف کا حکم دیا ہے"

ہمارے سیاستدانوں کو اس آیت سے ہدایت لینے کی ضرورت ہے تاکہ ہمارے وطنِ عزیز سے سیاسی شدت پسندی کا تدارک کیا جا سکے۔

### 2۔ صبر و برداشت کی تلقین

قرآنِ مجید صبر اور برداشت کو کامیابی کا ذریعہ قرار دیتا ہے۔ قرآن میں صبر کی بہت زیادہ اہمیت بیان ہوئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ[24]

ترجمہ: "اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو، بے شک اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے"

اسی طرح طائف والوں نے جو آپ ﷺ کے ساتھ سلوک کیا وہ ناقابلِ فراموش تھا۔ اُم المؤمنین سیدہ عائشہؓ نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا: کیا احد کے دن سے زیادہ تکلیف دہ دن بھی آپ پر گزرا ہے؟ فرمایا: تیری قوم نے یوم العقبہ کو جو تکلیفیں پہنچائیں وہ بہت زیادہ سخت تھیں۔[25]

### 3۔ اتحاد و اخوت

اسلام مسلمانوں کو اتحاد، بھائی چارے اور اجتماعی ہم آہنگی کی تعلیم دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ[26]

ترجمہ: "مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرا دیا کرو"

آپ ﷺ کا فرمان ہے:

لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیه ما یحب لنفسه[27]

ترجمہ: "تم میں سے کوئی شخص اس وقت مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے مسلمان کے لیے وہی چیز پسند نہ کرے جو وہ اپنے لیے کرتا ہے"

سیاسی اختلافات کو دشمنی میں تبدیل کرنا اسلامی روح کے خلاف ہے۔ دینِ اسلام تفرقہ بازی اور انتشار سے بچنے کا حکم دیتا ہے تاکہ معاشرہ امن اور استحکام کی طرف گامزن رہے۔

### 4۔ عفوودرگزر

معاشرتی اور سیاسی اختلافات میں معافی، درگزر اور نرم رویہ اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى[28]

ترجمہ: "اچھی بات کہنا اور عفوودرگزر کرنا، اس خیرات سے بہتر ہے جس کے پیچھے دل آزاری ہو"

نبی اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر اپنے شدید مخالفین کو معاف کر کے انسانیت کے لیے اعلیٰ مثال قائم کی۔ اسلامی تعلیمات میں انتقام کے بجائے اصلاح اور خیر خواہی کو ترجیح دی گئی ہے۔

### 5۔ تکبر اور غرور کی مذمت

قرآنِ مجید تکبر کی سخت مذمت کرتا ہے اور عاجزی، انکساری اور اخلاقی طرزِ عمل کی تعلیم دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے غرور و تکبر کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا[29]

ترجمہ: "اور زمین میں اتراتے ہوئے نہ چل، بے شک تو ہرگز نہ زمین کو پھاڑ دے گا اور نہ ہرگز بلندی میں پہاڑوں کو پہنچ جائے گا"

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ[30]

ترجمہ: "اور لوگوں سے بات کرتے ہوئے اپنا رخسار ٹیڑھا نہ کر اور زمین میں اکڑ کر نہ چل، بے شک اللہ کو ہر اکڑنے والا تکبر کرنے والا ناپسند ہے"

سیاسی شدت پسندی اکثر غرور، طاقت کے زعم اور اپنی رائے کو حتمی سمجھنے کے رویے سے پیدا ہوتی ہے۔

### 6۔ نرم گفتاری اور حسنِ اخلاق

اسلامی تعلیمات میں نرم مزاجی اور خوش اخلاقی کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ سخت زبان، توہین آمیز گفتگو اور اشتعال انگیزی سیاسی نفرت میں اضافہ کرتی ہے۔

عصرِ حاضر میں جو غصہ، تیز اور سخت رویہ اختیار کیا جاتا ہے اس کو کم کرنے کی اشد ضرورت ہے جسے اسلامی تعلیمات سے ہی کم کیا جاسکتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۭ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ[31]

ترجمہ: "پست آواز میں بات کرو بے شک آوازوں میں سب سے بری آواز گدھے کی ہے"

اسی طرح گفتگو کا سلیقہ بھی بتایا گیا ہے اور یہ سامنے والے کی عزت نفس کا خیال رکھتے ہوئے بات کی جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا[32]

ترجمہ: "ان سے نرمی کے ساتھ بات کرنا"

## سنتِ نبوی ﷺ اور سیاسی اعتدال

رسول اکرم ﷺ کی سیرتِ طیبہ سیاسی، سماجی اور اخلاقی اعتدال کا بہترین نمونہ ہے۔ آپ ﷺ نے ہمیشہ اختلافات کو حکمت، صبر اور مکالمے کے ذریعے حل کیا۔ مدینہ کی اسلامی ریاست میں مختلف مذاہب اور قبائل کے ساتھ عدل و انصاف پر مبنی معاہدات کیے گئے، جو سیاسی رواداری کی روشن مثال ہیں۔

آپ ﷺ نے کبھی مخالفین سے ذاتی انتقام نہیں لیا بلکہ ہمیشہ اصلاح اور خیر خواہی کو ترجیح دی۔ غزوات، معاہدات اور سیاسی معاملات میں آپ ﷺ کا طرزِ عمل امن، صبر اور حکمت پر مبنی تھا۔ یہی اصول موجودہ دور کی سیاسی شدت پسندی کے خاتمے کے لیے بنیادی راہنمائی فراہم کرتے ہیں۔[33]

### سیاسی شدت پسندی کے معاشرتی اثرات

سیاسی شدت پسندی معاشرے میں نفرت، انتشار اور عدم استحکام پیدا کرتی ہے۔ اس کے نتیجے میں:

- قومی وحدت کمزور ہوتی ہے۔
- جمہوری اقدار متاثر ہوتی ہیں۔
- سیاسی مکالمہ ختم ہو جاتا ہے۔
- تشدد اور انتقام کے رجحانات بڑھتے ہیں۔
- نوجوان نسل انتہا پسند نظریات کی طرف مائل ہوتی ہے۔
- معاشی ترقی اور سماجی استحکام متاثر ہوتے ہیں۔
- یہ تمام عوامل ریاست اور معاشرے دونوں کے لیے خطرناک ثابت ہوتے ہیں۔

### اسلامی تعلیمات کی روشنی میں شدت پسندی کا عملی حل:

اسلامی اصولوں کے مطابق سیاسی شدت پسندی کے خاتمے کے لیے درج ذیل اقدامات اہم ہیں:

- تعلیمی نظام میں اخلاقی اور فکری تربیت کو شامل کیا جائے۔
- نوجوانوں میں برداشت اور مکالمے کی ثقافت کو فروغ دیا جائے۔
- سیاسی قیادت کو اخلاقی ذمہ داری کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔
- میڈیا کو ذمہ دارانہ کردار ادا کرنا چاہیے۔
- معاشی انصاف اور مساوی مواقع فراہم کیے جائیں۔
- مذہبی ہم آہنگی اور بین المسالک مکالمے کو فروغ دیا جائے۔
- قرآن و سنت کی حقیقی تعلیمات کو عام کیا جائے۔[34]

## خلاصہ بحث

اس تحقیق سے واضح ہوتا ہے کہ سیاسی شدت پسندی ایک پیچیدہ فکری، سماجی اور سیاسی مسئلہ ہے جس نے معاشرتی امن، قومی وحدت اور سیاسی استحکام کو شدید متاثر کیا ہے۔ عدم برداشت، تعصب، معاشی ناانصافی، اشتعال انگیز سیاسی رویّے اور اخلاقی زوال اس کے اہم اسباب ہیں۔ اگر ان عوامل کا بروقت تدارک نہ کیا جائے تو معاشرہ مزید تقسیم، نفرت اور انتشار کا شکار ہو سکتا ہے۔

قرآن و سنت کی تعلیمات سیاسی شدت پسندی کے خاتمے کے لیے جامع راہنمائی فراہم کرتی ہیں۔ اسلام عدل، اعتدال، رواداری، صبر، اخوت، عفو و درگزر اور انسانی احترام کی تعلیم دیتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی سیرتِ طیبہ سیاسی اور سماجی معاملات میں حکمت، تحمل اور اخلاقی قیادت کا بہترین نمونہ پیش کرتی ہے۔

تحقیق سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ سیاسی شدت پسندی کا حل صرف قانونی اقدامات میں نہیں بلکہ فکری، اخلاقی، تعلیمی اور معاشرتی اصلاح میں پوشیدہ ہے۔ اگر اسلامی تعلیمات کو حقیقی روح کے مطابق نافذ کیا جائے تو معاشرے میں امن، برداشت، وحدت اور سیاسی توازن کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔

## سفارشات

- تعلیمی اداروں میں اعتدال، رواداری اور اخلاقی تربیت پر مبنی لٹریچر کو نصاب کا حصہ بنایا جائے۔
- سیاسی قیادت اشتعال انگیز بیانیے کے بجائے مثبت اور اصلاحی طرزِ عمل اختیار کرے۔
- میڈیا اور سوشل میڈیا پر نفرت انگیز مواد کی حوصلہ شکنی کی جائے۔
- نوجوان نسل میں مکالمے، تحقیق اور تنقیدی شعور کو فروغ دیا جائے۔
- معاشی انصاف اور مساوی مواقع فراہم کر کے احساسِ محرومی کا خاتمہ کیا جائے۔
- بین المسالک اور بین الجماعتی ہم آہنگی کے فروغ کے لیے علمی و فکری مکالمے منعقد کیے جائیں۔

قرآن وسنت کی حقیقی اور معتدل تعلیمات کو عام کیا جائے تاکہ معاشرہ انتہاپسندی سے محفوظ رہ سکے۔

## حوالہ جات:

[1] Raja Amir Hanif , Iqra Sultan, and M. Haqeeq. “Political Polarization Issues and Challenges Faced by Pakistan.” NDU Journal 38, no. 1 (2024). https://doi.org/10.54690/ndujournal.38.181.

[2] Usman Anwar and Zakir Ḥussain, “Effects of Political Instabiity on Pakistan,” presented at the conference “Effects of Political Instabiity on Pakistan,” June 2023

[3] Zahid Yasin and Muḥammad Muẓaffar, “Extremism in Pakistan: Issues and Challenges,” Journal of Politics and International Studies 4, no. 1 (2018). https://jpis.pu.edu.pk/45/article/view/30

[4] عابدہ راشد، "بین الاقوامی سیاسی تنازعات کے اسباب واثرات اور ان کا تدارک: سامی ادیان کی روشنی میں تحقیقی مطالعہ،" پی ایچ ڈی مقالہ، دی یونیورسٹی آف لاہور، 2020ء۔

ʿĀbidah Rāshid, “Bayn al-Aqwāmī Siyāsī Tanāzuʿāt ke Asbāb o Athrāt aur Un kā Tadaruk: Sāmī Adyān kī Roshni meṅ Taḥqīqī Muṭālaʿah,” PhD thesis, The University of Lahore, 2020.

[5] سید ابوالاعلیٰ مودودی، مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش (پٹھان کوٹ: مکتبہ جماعت اسلامی، 1994ء)۔

Sayyid Abū al-Aʿlā Mawdūdī, Musalmān aur Maujūdah Siyāsī Kashmakash (Pathankot: Maktabah Jamāʿat-i Islāmī, 1994).

[6] سید محمد میاں، دورِ حاضر کے سیاسی اور اقتصادی مسائل اور اسلامی تعلیمات واشارات (لاہور: مکتبہ قاسمیہ، اردو بازار، 2000ء)۔

Syed Muḥammad Mīyān, Daur-e-Ḥāzir ke Siyāsī aur Iqtiṣādī Masāil aur Islāmī Taʿlīmāt o Ishārāt (Lahore: Maktabah Qāsimiyyah, Urdu Bāzār, 2000).

[7] گوہر رحمان، اسلامی سیاست (مردان: مکتبہ تفہیم القرآن، 2008ء)۔

Gohar Rahman, Islāmī Siyāsat (Mardan: Maktabah Tafhīm al-Qur’ān, 2008).

[8] مفتی محمد تقی عثمانی، اسلام اور سیاسی نظریات (کراچی: مکتبہ معارف القرآن، 2014ء)۔

Mufti Muḥammad Taqī ʿUthmānī, Islām aur Siyāsī Nazariyāt (Karachi: Maktaba Maʿārif al-Qur’ān, 2014).

[9] غلام رسول چیمہ، اسلام کا سیاسی نظام (لاہور: مکتبہ قاسمیہ، اردو بازار، 2015ء)۔

Ghulām Rasūl Chēma, Islām kā Siyāsī Niẓām (Lahore: Maktabah Qāsimiyyah, Urdu Bāzār, 2015).

[10] محمد قاسم شیرازی، شمس اللغات (مکتبہ المجلس الشوریٰ الاسلامی، 1996ء)، ص 143۔

,Muḥammad Qāsim Shīrāzī, Shams al-Lughāt (Maktabah al-Majlis al-Shūrā al-Islāmī, 1996), p. 143.

[11] سعادت اللہ حسینی، ہندو انتہاپسندی: نظریاتی کشمکش اور مسلمان (لاہور: منہاج القرآن پبلیکیشنز، 2004ء)، ص 64۔

Saʿādatullāh Ḥusainī, Hindū Intihā Pasandī: Nazariyātī Kashmakash aur Musalmān (Lāhaur: Minhāj al-Qurʾān Publications, 2004), p. 64.

[12] محمد بن مکرم الافریقی ابن منظور، لسان العرب (کراچی: فیروز سنز، 2004ء)، ص 206۔

Muḥammad ibn Mukarram al-Afrīqī Ibn Manẓūr, Lisān al-ʿArab (Karāchī: Fīrōz Sons, 2004), p. 206.

[13] امین احسن اصلاحی، اسلامی ریاست (لاہور: اردو بازار، 4 نومبر 2017ء)، ص 296۔

Amīn Aḥsan Iṣlāḥī, Islāmī Riyāsat (Lāhaur : Urdu Bāzār, 4 November 2017), p. 296.

[14] محمد عادل، عدم برداشت کی وجوہات اور اس کے معاشرتی اثرات (لاہور: اردو بازار، مئی 1993ء)، ص 292، 293۔

Muḥammad ʿĀdil, ʿAdam Bardāsht kī Wujūhāt aur us ke Muʿāshratī Asrāt (Lāhaur: Urdu Bāzār, May 1993), pp. 292–293.

[15] https://ur.shafaqna.com/ur/29/07/2023/9:26 pm

[16] https://dunya.com.pk/index.php/author,/shahid-siddique/24/06/2025/6:20pm

[17] ڈاکٹر ساجد الرحمن، ندیم عباس، اسلامی سیاست، انٹرنیشنل ریسرچ جرنل آف اسلامک سٹڈیز، جنوری۔ جون 2022ء، شمارہ 4، ص 8۔

Ḍākṭar Sājid al-Raḥmān, Nadīm ʿAbbās, Islāmī Siyāsat, International Research Journal of Islamic Studies, January–June 2022, shumārah 4, p. 8.

[18] القرآن، بنی اسرائیل (الاسراء)، 17:36۔

al-Qurʾān, Sūrat Banī Isrāʾīl (Al-Isrāʾ), 17:36.

[19] القرآن، سورۃ الزمر، 39:09۔

al-Qurʾān, Sūrat al-Zumar, 39:09.

[20] https://jang.com.pk/news/25/06/2023/10:23am

[21] https://www.alshariq.org/31/07/2023/1:30pm

[22] القرآن، سورۃ النساء، 4:135۔

al-Qurʾān, Sūrat al-Nisāʾ, 4:135.

[23] القرآن، سورۃ الاعراف، 7:29۔

al-Qurʾān, Sūrat al-Aʿrāf, 7:29.

[24] القرآن، سورۃ البقرہ، 2:153۔

al-Qurʾān, Sūrat al-Baqarah, 2:153.

[25] شبلی نعمانی، سید سلیمان ندوی، سیرت النبی ﷺ (لاہور: مکتبہ اسلامیہ، اگست 2015ء)، ص 215۔

Shiblī Nuʿmānī, Sayyid Sulaymān Nadwī, Sīrat al-Nabī) ﷺ Lāhaur: Maktabah Islāmiyah, August 2015), p.215 .

[26] القرآن، سورۃ الحجرات، 49:10۔

al-Qurʾān, Sūrat al-Ḥujurāt, 49:10.

[27] محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح البخاری، کتاب الایمان، لجنۃ احیاء کتب السنۃ، دار الکتب الاسلامیہ، مصر، 2001ء، رقم الحدیث: 13.

Muḥammad ibn Ismāʿīl Bukhārī, al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb al-Īmān, Lajnat Iḥyāʾ Kutub al-Sunnah, Dār al-Kutub al-Islāmiyyah, Miṣr, 2001 CE, Raqm al-Ḥadīth: 13.

[28] القرآن، سورۃ البقرہ، 2:263۔

al-Qurʾān, Sūrat al-Baqarah, 2:263.

[29] القرآن، سورۃ بنی اسرائیل (الاسراء)، 17:37۔

al-Qurʾān, Sūrat Banī Isrāʾīl (Al-Isrāʾ), 17:37.

[30] القرآن، سورۃ لقمان، 31:18۔

al-Qurʾān, Sūrat Luqmān, 31:18.

[31] القرآن، سورۃ لقمان، 31:19۔

al-Qurʾān, Sūrat Luqmān, 31:19.

[32] القرآن، سورۃ طٰہٰ، 20:44۔

al-Qurʾān, Sūrat Ṭāhā, 20:44.

[33] طاہر رضا بخاری، عدم برداشت کا رجحان اور تعلیمات نبوی، ماہنامہ ترجمان القرآن، مارچ 2000ء، ص:6۔

Ṭāhir Razā Bukhārī, Adam Bardāsht kā Rujhān aur Taʿlīmāt-e-Nabawī, Māhnāmah Tarjumān al-Qurʾān, March 2000, p. 6.

[34] محمد اسد، اسلامی سیاست اور مسلم طرز حکومت، (لاہور: الحمد مارکیٹ)، ص:37۔

Muḥammad Asad, Islāmī Siyasat aur Muslim Tarz-e-Hukūmat, (Lāhaur: Al-Hamd Market), p. 37.